حضور ﷺ نے فرمایا: "البرکۃ مع أکابرکم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

تحقیقی، علمی و اصلاحی

اشاعت نمبر ۲۷

رسالہ

دِفاعِ اَسلاف

ہند

فہرست مضامین

- اہل بیتؓ کے، حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے خاندان سے خوشگوار تعلقات تھے۔[قسط ۱]

[حضرت علیؓ کا، حضرت معاویہؓ کی تعریف اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا]

(حاسدینِ امیر معاویہؓ کے لئے لمحہ فکریہ)

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتہم

اہل بیتؓ کے، حضرت امیر معاویہؓ اوران کے خاندان سے خوشگوار تعلقات تھے۔

[قسط۱]

[حضرت علیؓ کا، حضرت معاویہؓ کی تعریف اوران کے لئے دعائے مغفرت کرنا]

(حاسدینِ امیر معاویہؓ کے لئے لمحہ فکریہ)

- مفتی ابن اسماعیل المدنی
- مولانا عبد الرحیم قاسمی
- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

جنگ جمل وصفین سے پہلے بھی اور بعد میں بھی، حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حضرت امیر معاویہؓ اوران کے خاندان سے خوشگوار تعلقات تھے، جس پر دلائل درج ذیل ہیں:

- حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ اوراہل شام کے لئے مغفرت کی دعا کی تھی۔ (دیکھئے، ص ۳)
- اور جنگ صفین میں دونوں جانب سے، شہید ہونے والے حضرات کے لئے بھی، حضرت علیؓ نے مغفرت کی دعاء کی اوران کے لئے جنت کی بشارت دی۔ (دیکھئے، ص ۹-۱۰)
- یہی نہیں، بلکہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کی جانب سے شہید ہونے والے حضرات کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی۔ (دیکھئے، ص ۱۴)
- جنگ صفین کے بعد، حضرت امیر معاویہؓ کی امارت سے، حضرت علیؓ راضی ہو گئے تھے، بلکہ ناپسند کرنے والوں کو تنبیہ بھی کرتے تھے اور کہتے کہ

''أيها الناس، لا تكرهوا إمارة معاوية، والله لو قد فقدتموه لقد رأيتم الرؤوس تنزو من كواهلها كالحنظل''۔

اے لوگو! معاویہؓ کی امارت کو ناپسند نہ کرو، اللہ کی قسم اگر تم انہیں کھو، دو گے تو سروں کو کندھوں سے اس طرح اترتے دیکھو گے جیسے اندرائن۔(دیکھئے، ص ۴)

- ایک اور روایت میں صاف طور سے کہا: ''لا تقولوا إلا خیرا'' حضرت معاویہؓ کا ذکر، خیر کے ساتھ ہی کیا کرو، (دیکھئے، ص ۱۱)، کیونکہ حضرت علیؓ کے نزدیک، وہ، ان کی جماعت اور حضرت معاویہؓ، ان کی جماعت کا معبود ایک ہی تھا، ان کے نبی ایک ہی تھے، ان کا قبلہ ایک تھا، ان کا دین ایک تھا۔(دیکھئے، ص ۱۲)،

یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کو مومن قرار دیا تھا۔(دیکھئے، ص ۱۴)

- ایک جگہ، حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ اے اہل عراق! اہل شام کو بھلا برا مت کہو، کیونکہ ان میں ابدال یعنی بڑے درجے کے اولیاء اللہ شامل ہیں، (دیکھئے، ص ۱۵)، لہذ اجب ابدال شامل ہیں، تو ان کا مخلص ہونا تو ظاہر ہے، اور غالباً یہی وجہ ہیں کہ

- اور ایک روایت میں حضرت علیؓ نے کہا: جو کوئی کسی جانب سے، صفین میں اخلاص کے ساتھ حاضر ہوگا، وہ نجات یافتہ اور کامیاب ہوگا۔(دیکھئے، ص ۱۵)،

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ

* حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے تھے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

* حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف کی وجہ صرف یہ تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کا بدلہ پہلے لیا جائے اور بعد میں اگلے خلیفہ کی بیعت ہوگی، جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک چونکہ ملت اسلامیہ کے حالات تشویش ناک ہیں اس لیے پہلے خلیفہ کی بیعت ہونی چاہیے بعد میں قاتلین عثمان کا بدلہ لیا جائے گا۔

* اختلاف بس یہی تھا، باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت معاویہ اور ان کی جماعت مؤمن تھی ان کا اور حضرت امیر معاویہ کا معبود ایک تھا، ان کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تھے، ان کا دین ایک تھا، ان کی دعوت ایک تھی۔

- لہذا حاسدین معاویہ غور کر لیں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے راضی نہیں تھے،

* تو کیوں، حضرت علیؓ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی؟؟

* کیوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہید ہونے والے حضرات کے لیے جنت کی بشارت دی، جبکہ وہ تو بقول تمہارے یعنی حاسدنِ معاویہ کے، ظالم تھے فاسق تھے تو کیا فاسق اور ظالم کو جنت کی بشارت دی جاتی ہے ؟؟؟

* کیوں حضرت علیؓ نے کہا کہ امیر معاویہ کی جماعت میں ابدال موجود ہیں؟؟

یہ تمام ارشادات اس بات پر صریح ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہؓ سے راضی ہو گئے تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یعنی اصحاب علی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھلا برا کہنے سے منع فرمایا تھا اور کہا تھا کہ امیر معاویہ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا کرو، کما مر۔

جب کہ حاسدینِ معاویہ بھی اپنے اپ کو حضرت علی کا محب مانتے ہیں، مگر علیؓ کی بات نہیں مانتے ؟؟؟

لہٰذا حاسدین معاویہ اپنی آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے، ہوش کے ناخن لیں کہ اگر تمہارے اعتراضات صحیح ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ سارے ارشادات لغو اور بیکار ثابت ہوئے، جبکہ یہ روایات تو صحیح ومقبول درجے کی ہیں۔

الغرض حاسدین معاویہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات پر غور کر لیں، جو کہ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان، خوشگوار تعلقات پر دلالت کرتے ہیں اور اپنی آخرت سنوار لیں، کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور نا معلوم کب موت کا فرشتہ سامنے آجائے اور توبہ کرنے کا موقع نہ ملے۔

اب ان روایات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں، جو کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان خوشگوار تعلقات پر دلالت کرتی ہیں۔

دلیل نمبر "۱": [حضرت امیر المؤمنین علیؓ کا، حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے جماعت، اہل شام کے لئے دعاءِ مغفرت]

حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) نے کہا:

"حدثنا أبو أسامة، عن هشام بن عروة، قال: أخبرني عبد الله بن عروة، قال: أخبرني رجل شهد صفين، قال: رأيت عليا خرج في بعض تلك الليالي، فنظر إلى أهل الشام، فقال: اللهم اغفر لي ولهم، فأتي عمار فذكر ذلك له، فقال: جروا اله الخطير ما جره لكم، يعني سعدا رحمه الله"۔

عبداللہ بن عروہؒ کہتے ہیں کہ مجھے ایک شخص جنہوں نے جنگ صفین میں شرکت کی تھی مجھے بتایا کہ میں نے حضرت علیؓ کو ایک رات دیکھا انہوں نے اہل شام کی طرف دیکھ کر کہا: اے اللہ میری اور ان کی مغفرت فرما۔(**کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ: حدیث نمبر ۳۹۰۲۰، ت عوامۃ، نیز دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۱: ص۳۴۶**)،

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ، صاحب التصانیف ہیں۔(**تقریب: رقم ۳۵۷۵**)،

(۲) ابو اسامۃ، حماد بن اسامۃ الکوفیؒ (م۲۰۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم**

۱۴۸۷)،

نوٹ:

اگر چہ ابواسامۃ ،حماد بن اسامۃ الکوفیؒ (م ۲۰۱ھ) مدلس ہیں، مگر تاریخ دمشق کی روایت میں انہوں سماع کی تصریح کر دی ہے، (تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۱: ص ۳۴۶)، لہذا یہاں ان پر تدلیس کا اعتراض بیکار ہے۔

(۳) ہشام بن عروۃؒ (م ۱۴۶ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہ ہیں۔(تقریب: رقم ۷۳۰۲)،

نوٹ:

حافظ ہشام بن عروۃؒ (م ۱۴۶ھ) نے بھی سماع کی تصریح کر دی ہے، لہذا یہاں ان پر بھی تدلیس کا اعتراض مردود ہے۔

(۴) عبداللہ بن عروۃؒ (م ۱۲۶ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، فاضل ہیں۔(تقریب: رقم ۳۴۷۵)،

(۵) ''أخبرني رجل، شهد صفين''-فيما ظهر لي- سے مراد، حضرت حسن بن علیؓ (م ۵۰ھ) ہیں، کیونکہ حضرت عبداللہ بن عروۃؒ (م ۱۲۶ھ) کے شیوخ میں، جنگِ صفین میں، حضرت علیؓ کے ساتھ شریک ہونے والے صرف حضرت حسن بن علیؓ ہی ہیں، دیکھے (تہذیب الکمال: ج ۱۵: ص ۲۹۶)،

لہذا یہاں پر ''أخبرني رجل، شهد صفين'' سے مراد، حضرت حسن بن علیؓ (م ۵۰ھ) ہیں۔ واللہ اعلم

(۶) حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) امیر المؤمنین اور خلیفۃ الراشد ہیں۔

حکم:

معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ اور سند صحیح ہے، واللہ اعلم۔

لہذا ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ نے تمام اہل شام کے لئے، بشمول حضرت امیر معاویہؓ کے، دعاءِ مغفرت کی۔

دلیل نمبر ''۲'': [جنگ صفین کے بعد، حضرت امیر معاویہؓ کی امارت سے، حضرت علیؓ راضی ہو گئے تھے، بلکہ ناپسند کرنے والوں کو تنبیہ بھی کرتے تھے]

حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) نے کہا:

حدثنا أبو أسامة، عن مجالد، عن الشعبي، عن الحارث، قال: لما رجع علي من صفين علم أنه لا يملك أبدا، فتكلم بأشياء كان لا يتكلم بها، وحدث بأحاديث كان لا يتحدث بها، فقال فيما يقول: أيها الناس، لا تكرهوا إمارة معاوية، والله لو قد فقدتموه لقد رأيتم الرؤوس تنزو من كواهلها كالحنظل۔

حارثؒ سے منقول ہے کہ جب حضرت علیؓ صفین سے واپس لوٹے تو وہ یہ جان چکے تھے کہ وہ کبھی بھی حاکم نہیں بن سکتے،

تو آپ نے ایسی باتیں کیں جو آپؓ نہیں کیا کرتے تھے، اور ایسی حدیثیں بیان فرمائیں تو آپؓ بیان نہیں فرمایا کرتے تھے، پس آپؓ نے ان باتوں میں یہ بات بھی فرمائی کہ اے لوگو! معاویہؓ کی امارت کو ناپسند نہ کرو، اللہ کی قسم اگر تم ان کو کھو دو گے تو دیکھو گے کہ اندرائن کی طرح سر کندھوں سے اڑ رہے ہیں۔ (**کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ: حدیث نمبر ۳۹۰۰۹**)،

- حافظ ابوالقاسم، عبداللہ بن محمد البغویؒ (م ۳۱۷ھ) نے کہا:

قال: نا محمد بن بكار قال: نا هشيم قال: أنا مجالد عن الشعبي عن الحارث عن علي عليه السلام قال لا تكرهوا إمارة معاوية فوالله ما بينكم وبين أن تنظروا إلى جماجم الرجال تندر على كواهلها كأنها الحنظل إلا أن يفارقكم معاوية۔

قال هشيم وإنما قال لهم ذاك علي رضي الله عنه حين اختلفوا عليه۔۔

<u>اسانید کی تحقیق:</u>

(۱) حافظ ابوالقاسم، عبداللہ بن محمد البغویؒ (م ۳۱۷ھ) ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی الی تراجم شیوخ الطبرانی :ص ۳۹۰-۳۹۲**)

(۲) محمد بن بکار الہاشمیؒ (م ۲۳۸ھ) صحیح مسلم و سنن ابی داود کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۷۵۸**)، اور ان کے متابع میں حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) ہیں، جن کا تعارف گزر چکا۔

(۳) حافظ ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۳۱۲**)، اور ان کے متابع میں حافظ ابواسامہ، حماد بن اسامۃ الکوفیؒ (م ۲۰۱ھ) موجود ہیں، جن کا تعارف گزر چکا۔

<u>نوٹ:</u>

اگرچہ حافظ ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ) مدلس ہیں، مگر انہوں نے یہاں سماع کی صراحت کر دی ہے، نیز ان کے متابع میں غیر مدلس راوی ثقہ، حافظ یحیی بن زکریا بن ابی زائدہؒ (م ۱۸۴ھ) اور ابواسامۃ، حماد بن اسامۃ الکوفیؒ (م ۲۰۱ھ) بھی موجود ہیں۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۵۹: ص ۱۵۲**)،

(۴) مجالد بن سعیدؒ (م ۱۴۴ھ) پر کلام ہے، (**تقریب: رقم ۶۴۷۸**)،

مگر محدث احمد محمد شاکر المصریؒ (م ۱۳۷۷ھ) نے کہا:

’’مجالد هو: "مجالد بن سعيد بن عمير الهمداني" وقد مضى أنه ثقة، ضعفه بعض الأئمة، وأن الراجح في شأنه، تصحيح حديث القدماء عنه، وأن أعدل ما قيل فيه، قول عبد الرحمن بن مهدي: "حديث مجالد عند الأحداث، يحيى بن سعيد وأبي أسامة، ليس بشيء. ولكن حديث شعبة وحماد بن زيد وهشيم، وهؤلاء القدماء"،

وقول ابن أبي حاتم: "يعني أنه تغير حفظه في آخر عمره. مات سنة 144"''۔(تفسیر ابن جریر الطبری: ج۹: ص۵۵۰، ت شاکر)،

اسی طرح، دکتور جمال بن فرحت صاولی نے کہا:

''إسناده حسن، ومجالد وإن كان ضعيفا في العموم كما رجحته في ترجمته، فإن سند هذا الحديث من رواية الأكابر عنه وليس الأحداث، ففي التهذيب (40/10): أن أحمد بن سنان القطان قال: سمعت ابن مهدي يقول: حديث مجالد عند الأحداث أبي أسامة وغيره ليس بشيء، ولكن حديث شعبة وحماد بن زيد وهشيم وهؤلاء صحيح، يعني أنه تغير حفظه في آخر عمره۔

وحماد بن زيد ممن سمع منه قديما، وهذا الإسناد من رواية حماد بن زيد عنه''۔(المطالب العالیہ: ج۹: ص ۵۷۸، طبع دار العاصمة ودار الغيث)،

اسی طرح، شیخ مبارک بن سیف حفظہ اللہ نے بھی کہا:

''وقد قوی ابن مهدی روایة حماد وشعبة وهشيم ونحوهم عن مجالد، والله اعلم''۔(التابعون الثقات المتكلم فی سماعهم من الصحابة للشيخ مبارک بن سيف: ج۲: ص۴۷۱)

ہماری یہ روایت بھی، ان کے قدیم شاگرد، حافظ ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ) سے ہی مروی ہے۔ لہذا یہاں پر مجالدؒ صدوق ہیں، اور ان پر کلام فضول ہے، نیز اگر ان کے ضعف کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تو بھی وہ متابع میں مقبول ہیں، چنانچہ

- حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''كتبوا حديثه، وقد خرج له مسلم في صحيحه مقرونا بآخر''۔(العبر للذہبی: ج۱: ص۱۵۲)،

- حافظ ابن عبد الہادی المقدسیؒ (م ۷۴۴ھ) کے نزدیک، بھی مجالد کی روایت متابع میں قابل ذکر ہے۔(الصارم المنکی: ص ۱۰۰-۱۰۱)،

- حافظ ابن کثیر الدمشقیؒ (م ۷۷۴ھ) نے کہا: ''مجالد بن سعيد وقد تكلموا فيه ولكنه اخرج له مسلم فی المتابعات''۔(مسند الفاروق: ج۱: ص۳۳۳)،

- شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''وفي مجالد وهو ابن سعيد ضعف لا يضر في الشواهد والمتابعات''۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ج۳: ص۱۷)،

- شیخ، محدث شعیب الارنؤوطؒ (م ۱۴۳۶ھ) نے کہا: ''مجالد بن سعيد ليس بالقوی، لكنه حسن فی الشواهد''۔ (شرح مشکل الآثار: ج۴: ص۲۶۴)،

معلوم ہوا کہ مجالدؒ (م ۱۴۴ھ) کی روایت متابعت میں مقبول ہوگی، یہاں اس روایت کا متابع موجود ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، اس لحاظ سے بھی، یہاں مجالد پر اعتراض فضول ہوگا۔

(۵) عامر بن شراحیل الشعبیؒ (م بعد ۱۰۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، فقیہ، امام، فاضل ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۰۹۲، تذکرۃ الحفاظ : ج ۱: ص ۶۳**)۔

(۶) الحارث بن عبد اللہ الاعور (م قبل ۷۰ھ) سنن نسائی کے راوی اور ان کی احادیث میں ضعف ہے۔ (**تقریب: رقم ۱۰۲۸**)۔

نوٹ:

اگر چہ حارث الاعور ضعیف ہیں، مگر

- امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) کے نزدیک، ''عامر عن الحارث'' کی روایت مقبول ہے، چنانچہ تہذیب الکمال میں ہے کہ ''**وکان یحیی یحدث عن الحارث من حدیث أبي إسحاق، عن عبد اللہ بن مرۃ، عن الحارث، ومن حدیث الشعبي**''۔ (**تہذیب الکمال: ج ۵: ص ۲۴۸**)۔

اور یہ روایت بھی ''عامر الشعبی عن الحارث'' کی سند سے مروی ہے، لہذا یہاں حارث پر جرح فضول ہے۔

- نیز امام الشعبیؒ (م بعد ۱۰۰ھ) نے یہ روایت حارث کے واسطہ کے بغیر بھی، سیدھا حضرت علیؓ سے روایت کی ہے اور حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) سے ان کا سماع ثابت ہے، جن کی تفصیل آگے آرہی ہے، لہذا یہاں حارث الاعور کا اضافہ، روایت کے ضعف کے منافی نہیں ہے۔

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کما مر۔

حکم:

ان دونوں سندوں کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، اور مجالدؒ اور حارث الاعورؒ پر کلام باطل ہے، لہذا یہ روایت حسن ہے، نیز یہ روایت حارث کے واسطہ کے بغیر بھی موجود ہے، چنانچہ

متابع نمبر ''۱''

حافظ ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو عبد اللہ الحافظ، حدثنا أبو العباس محمد بن یعقوب، حدثنا الحسن بن علي بن عفان، حدثنا أبو أسامة، عن مجالد، عن عامر، قال: لما رجع علي رضي اللہ عنه من صفین، قال: یا أیها الناس، لا تکرهوا إمارة معاویة، فإنه لو فقدتموه لقد رأیتم الرءوس تنزو من کواهلها کالحنظل۔

امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ صفین سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا اے لوگو! معاویہؓ کی امارت کو ناپسند نہ کرو، اس لئے کہ اگر تم نے ان کو کھودیا تو یقیناً تم سروں کو کندھوں سے اندرائن کی طرح اڑتے ہوئے دیکھو گے۔(**دلائل النبوۃ للبیہقی: ج٦:ص٤٦٦**)،

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابوبکر البیہقیؒ (م **۴۵۸ھ**) مشہور ثبت، حافظ ہیں۔(**سیر اعلام النبلاء**)،

(۲) صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م **۴۰۵ھ**) بھی مشہور ثقہ، حافظ، شیخ المحدثین ہیں۔(**الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج۱:ص۹۸**)،

(۳) ابوالعباس، محمد بن یعقوب الاصمؒ (م **۳۴۹ھ**) بھی مشہور ثقہ، حافظ ہیں۔(**الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج۲:ص ۱۲۷۰-۱۲۸۱**)،

(۴) الحسن بن علی بن عفان العامریؒ (م **۲۷۰ھ**) سنن ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۱۲۶۱**)،

(۵) حافظ ابواسامہ، حماد بن اسامۃ الکوفیؒ (م **۲۰۱ھ**)،

(۶) مجالد بن سعیدؒ (م **۱۴۴ھ**) اور

(۷) عامر بن شراحیل الشعبیؒ (م **بعد ۱۰۰ھ**) کا تعارف ص: پر موجود ہے۔

(۸) حضرت علیؓ (م **۴۰ھ**) صحابی رسول ﷺ ہیں۔

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں، سوائے مجالد کے اور اس میں حارث الاعورؒ (م **قبل ۷۰ھ**) کا واسطہ نہیں ہے، بلکہ امام شعبیؒ (م **بعد ۱۰۰ھ**) نے روایت، اپنے شیخ واستاذ حضرت علیؓ (م **۴۰ھ**) سے نقل کی ہے اور امام الشعبیؒ (**بعد ۱۰۰ھ**) کا سماع، حضرت علیؓ (م **۴۰ھ**) سے ثابت ہے، (تفصیل کے لئے دیکھئے ص:)۔

یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م **۵۷۱ھ**) نے اس روایت کے بارے میں کہا:

''**أخبرناه عاليا من غير ذكر الحارث فيه**''۔(**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۵۹:ص۱۵۲**)،

لہذا، اگر بالفرض حارث ضعیف ہیں، تو تب بھی یہاں ان کا ضعف مضر نہیں ہے۔

خلاصہ:

علی الاقل، یہ روایت مجموعی طور پر حسن ہوگی، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن تیمیہؒ (م **۷۲۸ھ**) نے کہا:

''**ولما رجع من صفين تغير كلامه وكان يقول لا تكرهوا إمارة معاوية فلو قد فقدتموه لرأيتم الرؤوس**

تتطاير عن كواهلها وقد روى هذا عن علي رضي الله عنه من وجهين أو ثلاثة''۔

جب آپؓ صفین سے واپس آئے تو آپؓ کا کلام بدل گیا، آپؓ فرماتے تھے کہ معاویہؓ کی امارت کو ناپسند نہ کرو، سو اگر تم ان کو گم کردو گے تو سروں کو کندھوں سے اڑتے ہوئے دیکھو گے، یہ بات حضرت علیؓ سے دو یا تین سندوں سے منقول ہے)۔(**منہاج السنۃ: ج٦: ص٢٠٩**)،

دلیل نمبر"۳": [جنگ صفین میں دونوں جانب سے، شہید ہونے والے حضرات کے لئے، حضرت علیؓ نے جنت کی بشارت دی]

حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) نے کہا:

حدثنا عمر بن أيوب الموصلي، عن جعفر بن برقان، عن يزيد بن الأصم، قال: سئل علي عن قتلى يوم صفين، فقال: قتلانا و قتلاهم في الجنة، ويصير الأمر إلي وإلى معاوية۔

یزید بن الاصمؒ کہتے ہیں حضرت علیؓ سے صفین کے مقتولین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا ہمارے اور ان کی مقتولین جنت میں ہیں، اور میرے اور معاویہؓ سے سوال و جواب ہوگا۔(**کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ: حدیث نمبر ۳۹۰۳۵**)،

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) عمر بن ایوب الموصلیؒ (م۱۸۸ھ) صحیح مسلم و سنن ثلاثۃ ماخلا الترمذی کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۸٦۷**)،

(۳) جعفر بن برقان الکلابیؒ (م۱۵۰ھ) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۹۳۲**)،

(۴) یزید بن الاصم الکوفیؒ (م۱۰۳ھ) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔(**تقریب التہذیب: رقم ۷٦۸٦**)،

(۵) حضرت علیؓ (م۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور خلیفۃ الراشد ہیں۔

حکم:

اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں، معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ، دونوں طرف سے شہید ہونے والے حضرات کو، حضرت علیؓ نے جنتی قرار دیا ہے، ایک اور روایت میں تصریح ہے کہ، دونوں جانب سے شہید ہونے والے حضرات کے لئے، حضرت علیؓ نے مغفرت کی دعا بھی کی۔

دلیل نمبر ''۴'': [جنگِ صفین میں دونوں جانب سے شہید ہونے والے حضرات کے لئے، حضرت علیؓ نے مغفرت کی دعاء کی]

حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو البلخي، أنا أبو الحسن علي بن الحسين بن [أيوب، أنا أبو علي بن شاذان، أنا أبو الحسن أحمد بن إسحاق بن نيخاب الطيبي، نا أبو إسحاق إبراهيم بن الحسين بن] علي الكسائي الهمذاني، نا يحيى بن سليمان أو سعيد الجعفي، نا عبد الله بن إدريس قال: سمعت أبا مالك الأشجعي ذكر عن رجل من أشجع يقال له: سالم بن عبيد الأشجعي قال: رأيت عليا بعد صفّين وهو آخذ بيدي ونحن نمشي في القتلى فجعل علي يستغفر لهم حتى بلغ قتلى أهل الشام فقلت له: يا أمير المؤمنين إنّا في أصحاب معاوية فقال علي: إنما الحساب عليّ وعلى معاوية۔

سالم بن عبید الاشجعیؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو جنگ صفین کے بعد دیکھا، وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم دونوں مقتولین کے درمیان چل رہے تھے، تو علیؓ ان کے لئے استغفار کرنے لگے، یہاں تک کہ آپؓ اہل شام کے مقتولین تک پہنچ گئے، تو میں نے کہا امیر المؤمنین! ہم معاویہؓ کے (مقتول) ساتھیوں کے درمیان ہیں، [تو اہل شام کے لئے، استغفار کیوں؟؟؟] تو حضرت علیؓ نے فرمایا: حساب کتاب، میرے اور معاویہؓ کے ساتھ ہوگا۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۱: ص۳۴۶**)،

یعنی دونوں جانب سے، شہید ہونے حضرات سے سوال و جواب نہیں ہوگا۔

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابو القاسم، ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) ثقہ، حافظ، امام المحدثین ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۱۲: ص۴۹۳**)،

(۲) حافظ ابو عبداللہ، الحسین بن محمد بن خسرو البلخیؒ (م ۵۲۲ھ) بھی ثقہ، محدث ہیں۔ (**مجلہ الاجماع: ش۵: ص۱۰۵**)،

(۳) علی بن الحسین بن علی بن ایوب، ابو الحسن البزازؒ (م ۴۹۰ھ) ثقہ، عادل ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۱۰: ص۷۲۵**)،

(۴) الحسن بن احمد بن ابراہیم، ابو علی بن شاذان البغدادیؒ (م ۴۲۶ھ) ثقہ، مکثر، عالی السند ہیں۔ (**السلسبیل النقی فی تراجم شیوخ البیہقی: ص۳۰۱**)،

(۵) احمد بن اسحاق بن نیخاب، ابو الحسن الطیبیؒ (م ۳۴۹ھ) صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۲۷۸**)،

(۶) ابراہیم بن الحسین، ابو اسحاق الکسائی الہمذانیؒ (م ۲۸۱ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (**لسان المیزان: ج۱: ص۲۶۵، تاریخ الاسلام: ج۶: ص۷۰۷**)،

(۷) یحیی بن سلیمان، ابو سعید الکوفیؒ (م ۲۳۸ھ) صحیح بخاری و سنن الترمذی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تحریر**

تقریب التہذیب: رقم ۷۵۶۴)،

(۸) عبداللہ بن ادریس الکوفیؒ (م ۱۹۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۲۰۷)،

(۹) سعد بن طارق، ابو مالک الاشجعی الکوفیؒ (م ۱۴۰ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۲۴۰)،

(۱۰) سالم بن عبید الاشجعیؓ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۱۸۱)،

(۱۱) حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور خلیفۃ الراشد ہیں۔ (تقریب)،

حکم:

اس سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

اور ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کی جانب سے شہید ہونے والے، حضرات کے لئے دعاءِ مغفرت کی اور جنت کی بشارت بھی دی۔

دلیل نمبر "۵": [حضرت علیؓ نے کہا: کہ حضرت امیر معاویہؓ کا ذکر، خیر کے ساتھ ہی کیا کرو]

حافظ محمد بن نصر المروزیؒ (م ۲۹۴ھ) نے کہا:

قال إسحاق بن راهويه: حدثنا أبو نعيم، حدثنا سفيان، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، قال: سمع علي يوم الجمل أو يوم صفين رجلا يغلو في القول، فقال: لا تقولوا إلا خيرا، إنما هم قوم زعموا إنا بغينا عليهم، وزعمنا أنهم بغوا علينا فقاتلناهم. فذكر لأبي جعفر أنه أخذ منهم السلاح. فقال: ما كان أغناه عن ذلك۔

حضرت ابوجعفر محمد بن علیؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل یا جنگ صفین میں بہت مبالغہ آمیز باتیں کرتے سنا تو اس سے فرمایا: خیر کے ساتھ ہی، ان کا تذکرہ کرو، وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان پر ظلم کیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے، اس لئے ہم نے ان سے قتال کیا۔ (کتاب **محمد بن نصر المروزی** بحوالہ منہاج السنۃ لابن تیمیہ: ج ۵: ص ۲۴۴-۲۴۵)،

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ محمد بن نصر المروزیؒ (م ۲۹۲ھ) مشہور ثقہ، حافظ، امام، جبل ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۳۵۲)،

(۲) امام اسحاق بن راہویہؒ (م ۲۳۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ، مجتہد ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۳۲)،

(۳) ابونعیم، الفضل بن دکین الکوفیؒ (م ۲۱۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۴۰۱، **الکاشف**)،

(۴) امام سفیان بن سعید الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، حجت، امام، عابد، فقیہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۴۴۵)،

نوٹ:

اگر چہ، یہاں پر سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کا ''عنعنہ'' موجود ہے، مگر قوی شاہد ہونے کی وجہ سے، یہ اعتراض باطل ہے، دیکھئے ص:۔

(۵) جعفر بن محمد، امام ابو عبداللہ الصادقؒ (م ۱۴۸ھ) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور صدوق، فقیہ، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۹۵۰)،

(۶) ابو جعفر الباقر، محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؒ (م ۱۱۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۱۵۱)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ، جنگِ صفین کے بعد، حضرت معاویہؓ سے راضی ہو گئے تھے، واللہ اعلم۔

دلیل نمبر ''۶'': [حضرت علیؓ کے نزدیک، جنگ صفین کے دونوں فریق کا مذہب اور دعوت ایک ہی ہے، یعنی دونوں حضرات مؤمن ہیں]

حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) نے کہا:

وأخبرنا أبو عبد الله البلخي، أنا أبو الحسن بن أيوب، أنا أبو علي بن شاذان، أنا أبو الحسن الطيبي، نا إبراهيم الكسائي، نا يحيى بن سليمان، حدثني زيد بن الحباب، أخبرني إسحاق بن أبي بكر مولى حويطب المدني، حدّثني عبد الرحمن بن نافع الزهري، عن أبيه قال: قدمت العراق فدخلت دار علي بن أبي طالب التي كان يسكن، فإذا الموالي حلقتان يتحدثون، فجلست معهم،

فخرج علي وهم يذكرون قتلى علي ومعاوية، فقالوا: قبلتنا واحدة وإلهنا واحد ونبينا واحد. فأين قتلانا وقتلاهم؟ فأقبل علي، فلما رآهم قصد إليهم فسكتوا، فقال علي: ما كنتم تقولون؟ فسكتوا. فقال علي: عزمت عليكم لتخبرنّي فقالوا: ذكرنا قتلانا وقتلى معاوية، وإن قبلتنا واحدة وإلهنا واحد وديننا واحد، فقال علي: فإني أخبركم عن ذلك، إن الحساب عليّ وعلى معاوية۔

نافع الزہریؒ کہتے ہیں میں عراق آیا تو اس گھر میں داخل ہوا جس میں حضرت علیؓ رہتے تھے، تو ان کے خدام دو گروہوں میں بٹے ہوئے باتیں کررہے تھے، تو میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا، اتنے میں حضرت علیؓ نکلے، وہ لوگ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مقتولین کا تذکرہ کررہے تھے، حضرت علیؓ تشریف لائے، جب آپؓ نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف آئے، تو وہ لوگ خاموش ہوگئے۔

حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا: تم لوگ کیا باتیں کررہے تھے؟ تب بھی وہ لوگ خاموش رہے، پھر آپؓ نے قسم دے حکم فرمایا کہ مجھے بتاؤ کیا باتیں کررہے تھے، تو انہوں نے کہا: ہم اپنے اور حضرت معاویہؓ کے مقتولین کا تذکرہ کررہے تھے، جبکہ ہمارا قبلہ ایک، ہمارا معبود ایک، دین ایک،

تو حضرت علیؓ نے فرمایا: اس کے بارے میں میں نے تم کو بتادیا ہے،- جیسا کہ دلیل نمبر "۳" میں موجود ہے اور آگے، حضرت علیؓ نے کہا کہ- حساب و کتاب، میرے اور معاویہؓ کے ساتھ ہوگا ۔(**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۱: ص۳۴۶-۳۴۷**)،

<u>**سند کی تحقیق:**</u>

(۱) حافظ ابوالقاسم، ابن عساکر الدمشقیؒ (م **۵۷۱ھ**)،

(۲) حافظ ابوعبداللہ، الحسین بن محمد بن خسرو البلخیؒ (م **۵۲۲ھ**)،

(۳) علی بن الحسین بن علی بن ایوب، ابوالحسن البزازؒ (م **۴۹۰ھ**)،

(۴) الحسن بن احمد بن ابراہیم، ابوعلی بن شاذان البغدادیؒ (م **۴۲۶ھ**)،

(۵) احمد بن اسحاق بن نیخاب، ابوالحسن الطیبیؒ (م **۳۴۹ھ**)،

(۶) ابراہیم بن الحسین، ابواسحاق الکسائی الہمذانیؒ (م **۲۸۱ھ**) اور

(۷) یحیی بن سلیمان، ابوسعید الکوفیؒ (م **۲۳۸ھ**) کا تعارف ص۱۰ پر موجود ہے۔

(۸) حافظ زید بن الحبابؒ (م **۲۳۰ھ**) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں ۔(**مجلہ الاجماع: ش۱۶: ص۶**)،

(۹) اسحاق بن ابی بکر الاعور المدنیؒ سنن النسائی کے راوی اور ثقہ ہیں ۔(**تقریب: رقم ۳۴۴**)،

(۱۰) عبدالرحمٰن بن نافع بن جبیر بن مطعم الزہری سے ایک جماعت مثلاً اسحاق بن ابی بکر الاعور المدنیؒ، یحیی بن سلیم القرشی الطائفیؒ (م **۱۹۳ھ**)، عبدالعزیز بن عبیداللہ وغیرہ نے روایت لی ہے ۔(**اخبار مکۃ للازرقی: ج۱: ص۷۷، مسند البزار: ج۸: ص ۳۶۷**)،

اور حافظ ابن حزم الظاہریؒ (م **۴۵۶ھ**) نے عبدالرحمٰن بن نافع بن جبیر بن مطعم الزہری کو محدث قرار دیا ہے ۔(**جمھرۃ انساب العرب لابن حزم: ص۱۱۶**)،

اور یہ دینی شہرت ان کے صدوق ہونے کے لئے، کافی ہے۔ (دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۷)،

نوٹ:

تاریخ ابن عساکر کے مطبوعہ نسخہ میں ''عبد الرحمٰن بن نافع الزھری'' کے بجائے ''عبد الرحمٰن بن نافع القاری'' آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے، جب کہ صحیح ''عبد الرحمٰن بن نافع الزھری'' ہے، جیسا کہ سؤالات أبي بکر البرقاني للإمام أبي الحسن الدار قطني: رقم ۲۸۳ پر موجود ہے۔

(۱۱) ان کے والدِ گرامی، حضرت نافع بن جبیر بن مطعم ؒ (م ۹۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فاضل ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۰۷۲)،

(۱۲) حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں،

لہذا یہ سند حسن ہے۔

اور ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کے نزدیک، جنگ صفین کے دونوں فریق کا مذہب اور دعوت ایک ہی ہے،

یعنی دونوں حضرات مؤمن ہیں۔

- اور یہی بات ایک دیگر روایت - جس کے تمام رجال ثقہ ہیں - میں اس طرح ہے کہ

''أن أصحاب علي سألوه عمن قتل من أصحاب معاوية ماهم؟ قال: هم مؤمنون''۔

حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے آپؓ سے حضرت معاویہؓ کی جماعت کے مقتولین کے بارے میں دریافت کیا کہ ان کا کیا حکم ہے؟ آپؓ فرمایا وہ (بھی) ایمان والے ہیں۔ (کتاب محمد بن نصر المروزی بحوالہ منہاج السنۃ لابن تیمیہ: ج ۵: ص ۲۴۵)،

لہذا حضرت علیؓ کے نزدیک، حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت مؤمن ہیں۔

* نیز ایک ضعیف روایت میں ہے کہ

''عن أبي الجنوب عقبة بن علقمة اليشكري، قال: شهدت مع علي صفّين فأتي بخمسة عشر أسيرا من أصحاب معاوية، فكان من مات منهم غسّله و كفّنه و صلى عليه''۔

عقبہ یشکری ؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھا، تو آپؓ کے پاس حضرت معاویہؓ کی جماعت کے ۱۵ قیدی لائے گئے، پس ان میں سے جس کا انتقال ہو جاتا، آپؓ اسے غسل دیتے، کفن پہناتے اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھتے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۱:ص۳۴۶-۳۴۷)،[۱]

اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک، حضرت معاویہؓ اوران کی جماعت مؤمن تھی۔

- نیز ایک اورضعیف روایت میں ہے کہ

''عن علي قال من كان يريد وجه الله مناو منهم نجا يعني يوم صفين''۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: جنگ صفین میں طرفین میں سے جو بھی مخلص تھا وہ نجات پا جائے گا۔(تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۱:ص۳۴۶)،[۲]

ان تمام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک، حضرت امیر معاویہؓ اوران کی جماعت مومن تھی، مخلص تھی اور نیک لوگوں پر مشتمل تھی۔

دلیل نمبر''۷'': [حضرت علیؓ کی شہادت کہ حضرت امیر معاویہؓ کی جماعت میں نیک لوگ اورابدال ہیں]

حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م۵۷۱ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو القاسم بن السمرقندي حدثنا عبد العزيز الكتاني أنبأنا أبو القاسم تمام بن محمد و أبو محمد عبد الرحمن بن عثمان و أبو نضر محمد بن احمد القاضي و أبو بكر محمد بن عبد الرحمن و الشيخ الصالح أبو القاسم عبد الرحمن بن الحسين بن الحسين الهمداني قالوا أنبأنا علي بن يعقوب بن إبراهيم الهمداني أنبأنا أبو زرعة عبد الرحمن بن عمرو الدمشقي نبأنا يسرة هو ابن صفوان اللخمي نبأنا فرج بن فضالة عن عروة بن رويم عن رجاء بن حيوة عن الحارث بن حرمل عن علي بن أبي طالب قال يا أهل العراق لا تسبوا أهل الشام فإن فيهم الأبدال۔

حارث بن حرملؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: اے اہل عراق! اہل شام کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ ان میں ابدال ہیں۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۱۱:ص۴۱۰)،

---

(۱) اس روایت کی سند میں النضر بن منصور اور عقبۃ بن علقمۃ پر کلام ہے، تقریب میں ان دونوں کو ضعیف ہی لکھا گیا ہے، (تقریب: رقم ۷۱۵۰، ۴۶۴۶)، لیکن کسی نے انکو اتہام وکذب سے متصف نہیں کیا، لہذا ضعفِ شدید نہ ہونے کی وجہ سے، اس روایت کو یہاں پر ذکر کیا گیا، واللہ اعلم۔

(۲) اس کی سند میں ابوسعد البقالؒ (م بعد ۱۴۰ھ) صدوق، متکلم فیہ راوی ہے۔(تقریب: رقم ۲۳۸۹، تہذیب التہذیب: ج۴:ص۸۰)، اور ایک مبہم راوی ہے، مگر چونکہ ماقبل و مابعد روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے، اس لئے اس کو یہاں ذکر کیا گیا۔

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) اسماعیل بن احمد بن عمر، ابوالقاسم السمر قندیؒ (م ۵۳۶ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۱۱: ص ۶۵۰**)،

(۳) محدث ابومحمد، عبدالعزیز بن احمد الکتانیؒ (م ۴۶۶ھ) ثقہ، متقن، أمین ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۲۳۴**)،

(۴) حافظ تمام بن محمد البجلی الرازیؒ (م ۴۱۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۲۳۲**)، اوران کے متابع میں عبدالرحمٰن بن عثمان، ابومحمد التمیمیؒ (م ۴۲۰ھ)، ابوالقاسم، عبدالرحمٰن بن الحسین الہمذانیؒ (م ۴۱۵ھ)، ابوبکر، محمد بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ، الدارانی القطانؒ (م ۴۱۶ھ) اورابونصر، محمد بن احمد بن ہارون الغسانیؒ (م ۴۱۷ھ) وغیرہ حضرات موجود ہیں۔

(۵) علی بن یعقوب بن ابراہیم، ابوالقاسم الہمدانیؒ (م ۳۵۳ھ) مشہور ثقہ، محدث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۵۹**)،

(۶) حافظ ابوزرعۃ، عبدالرحمٰن بن عمرو النصریؒ (م ۲۸۱ھ) سنن ابی داود کے راوی اورثقہ، حافظ، مصنف ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۹۶۵**)،

(۷) یسرۃ بن صفوان بن جمیل اللخمیؒ (م ۲۱۵ھ) صحیح بخاری کے راوی اورثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۸۰۶**)،

(۸) فرج بن فضالۃ الشامیؒ (م ۱۷۷ھ) سنن ثلاثۃ ماخلا الترمذی کے راوی اورضعیف ہیں، مگر شامی شیوخ سے ان کی روایت مقبول ہے، چنانچہ

- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا: ''**إذا حدث عن الشاميين فليس به بأس**''۔
- محدث عصرنا، ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے کہا: ''**وقد صرح أحمد برأي وسط فيه**''۔ (**نثل النبال: ج ۳: ص ۱۳**)،

لہذا شامی شیوخ سے روایت میں، وہ صدوق ہیں اور یہاں بھی ان کے شیخ، شامی ہی ہیں، کماسیاتی، لہذا یہاں پر، وہ صدوق ہیں، اوران پر جرح فضول ہے، واللہ اعلم۔

(۹) عروۃ بن رویم، ابوالقاسم الشامیؒ (م ۱۳۵ھ) سنن ثلاثۃ ماخلا الترمذی کے راوی اورثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۵۶۰**)،

(۱۰) رجاء بن حیوۃ الشامیؒ (م ۱۱۲ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اورثقہ، فقیہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۹۲۰**)،

(۱۱) الحارث بن حرملؒ سے رجاء بن حیوۃ، جندب بن عبداللہ الکوفیؒ وغیرہ نے روایت لی ہے اورحافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ)، حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے ان کو اپنی ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۴: ص ۱۲۸، کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۲۴۱**)،

اوران پر کوئی جرح بھی نہیں ملی، دیکھئے (مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱)،

لہذا الحارث بن حرمل صدوق، حسن الحدیث ہیں۔

نیز ان کے متابع میں ثقہ راوی، صفوان بن عبداللہ القرشیؒ (م قبل ۹۰ھ) موجود ہیں۔(دیکھئے الاحادیث المختارۃ للمقدسی: ج ۲:ص ۱۱۲، قال محققه الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش :إسناده صحيح)

(۱۲) حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(تقریب)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور کئی ائمہ نے اس روایت کی تصحیح وتحسین فرمائی ہیں، چنانچہ

- امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے کہا: ''هذا حديث صحيح الإسناد''۔
- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''صحيح''۔(المستدرک للحاکم: مع تلخیص الذہبی: ج ۴:ص ۵۹۶، حدیث نمبر ۸۶۵۸)،
- حافظ ضیاء الدین مقدسیؒ (م ۶۴۳ھ) نے بھی اس روایت کی تصحیح فرمائی ہیں۔(الاحادیث المختارۃ: ج ۲:ص ۱۱۲)،
- حافظ شہاب الدین البوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے کہا: ''ورواته ثقات''۔(اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ج ۷:ص ۳۵۶، حدیث نمبر ۷۰۵۲)،
- محدث زین الدین المناویؒ (م ۱۰۳۱ھ) نے کہا: ''واسناده حسن''۔(التیسیر بشرح الجامع الصغیر: ج ۲:ص ۴۹۳)،
- محدث علی بن احمد العزیزیؒ (م ۱۰۷۰ھ) نے بھی کہا: ''عن علي بإسناد حسن''۔(السراج المنير شرح الجامع الصغير في حديث البشير النذير)،

لہذا ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کے نزدیک، حضرت معاویہؓ کی جماعت میں اولیاء اللہ موجود تھے۔

القول المرضی

فی سماع

عامر الشعبی علیہ الرحمۃ من علي المرتضی رضی اللہ عنہ۔

امام عامر بن شراحیل الشعبیؒ (بعد سنہ ۱۰۰ھ) کا سماع، حضرت علیؓ (م سنہ ۴۰ھ) ثابت ہے، چنانچہ

- امام ابن سعدؒ (م سنہ ۲۳۰ھ) نے کہا: ''وقد رأى عامر علي بن أبي طالب ووصفه''۔ (**الطبقات الکبری لابن سعد: ج٦: ص ۲۴۷**)،
- امام یحیی بن معینؒ (م سنہ ۲۳۳ھ) نے کہا: ''ادرك عليا وروى عن عدة من أصحاب النبي (صلى الله عليه وسلم) منهم البراء وزيد بن ثابت وابن عباس وابن عمر وأبو هريرة وأبو جحيفة وأنس والنعمان بن بشير وعدي بن حاتم وعروة ومضرس وجابر بن عبد الله وعامر بن شهر ومحمد بن صفوان وأسامة بن زيد ووهب بن خنبش''۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۲۵: ص ۳۴۷**)،
- حافظ نوح بن حبیبؒ (م سنہ ۲۴۲ھ) نے کہا: ''الشعبي أدرك عليا وابن عباس وابن عمر''۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۲۵: ص ۳۴۷**)،
- حافظ مفضل بن غسانؒ (م سنہ ۲۴۶ھ) نے کہا: ''من روى عنه الشعبي من الصحابة علي والحسن وابن عباس وابن عمر وجابر بن عبد الله وعدي بن حاتم وعبد الله بن عمرو وأنس بن مالك وجابر بن سمرة والأشعث بن قيس والمغيرة بن شعبة والنعمان بن بشير وجرير بن عبد الله وأبو جحيفة والبراء بن عازب''۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۲۵: ص ۳۴۸**)،
- امام ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م سنہ ۲۵۶ھ) نے ''الشعبي، يحدث، عن علي'' کی سند سے، اپنی صحیح میں احتجاج کیا ہے۔ (**صحیح بخاری: حدیث نمبر ۶۸۱۲**)،
- حافظ ابن ابی حاتم الرازیؒ (م سنہ ۳۲۷ھ) نے کہا: ''رأى علي بن أبي طالب''۔ (**الجرح والتعدیل: ج٦: ص ۳۲۲**)،
- حافظ ابو احمد الحاکم الکبیرؒ (م سنہ ۳۷۸ھ) نے کہا: ''ورأى علي بن أبي طالب وسمع ابن عباس وابن عمر''۔ (**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۲۵: ص ۳۴۵**)،

- حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا: ''وسمع علي بُن أبي طالب، والحسن والحسين ابني علي''۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۴: ص ۱۴۳، ت بشار)،

- حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) نے کہا: ''وحدث عن علي بن أبي طالب وسعد بن أبي وقاص وسعيد بن زيد وعبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر وأسامة بن زيد وعبد الله بن عمرو بن العاص وأبي هريرة وأبي موسى وجابر بن عبد الله وعدي بن حاتم وأبي مسعود عقبة بن عمرو وأبي سعيد الخدري وكعب بن عجرة وعبد الرحمن بن سمرة والنعمان بن بشير والمغيرة بن شعبة وسمرة بن جندب والبراء بن عازب وزيد بن أرقم۔۔۔۔''۔ (تاریخ دمشق: ج ۲۵: ص ۳۳۵)،

- حافظ ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) نے کہا: ''وسمع علي بن أبي طالب، والحسن، والحسين،''۔ (المنتظم لابن الجوزی: ج ۷: ص ۹۳)،

- حافظ ابن عبد الہادی المقدسیؒ (م ۷۴۴ھ) نے کہا: ''وروى عن: علي، وعمران بن حصين، وجرير بن عبد الله''۔ (طبقات علماء الحدیث: ج ۱: ص ۱۵۴)،

- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''رأى عليا - رضي الله عنه - وصلى خلفه''۔ (سیر: ج ۴: ص ۲۹۶)، اور کہا ''وسمع عليا وأبا هريرة والمغيرة''۔ (الکاشف: رقم ۲۵۲۳)،

اور روایات بھی، اس پر دال ہیں کہ امام عامر الشعبیؒ (م بعد ۱۰۰ھ) نے حضرت علیؓ سے سماع کیا تھا، جس کی تفصیل التابعون الثقات المتکلم فی سماعھم من الصحابۃ للشیخ مبارک بن سیف: ج ۲: ص ۴۶۵ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

لہذا امام عامر الشعبیؒ (م بعد ۱۰۰ھ) کا سماع، حضرت علیؓ سے ثابت ہے، واللہ اعلم۔